قیمت سالانہ ے — رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲ فروری ۱۹۱۷ء | نمبر ۵

گلدستہ اخبار

کولونے کے نزدیک دشمن کے ایک کیمیکل کارخانہ میں آتشزدگی سے تمام بھک سے اڑ جانیوالی چیزیں برباد ہوگئی ہیں۔

انگلستان میں جنگی قرضہ ایسا کامیاب ہوا ہے کہ اُس کی مقدار ۳ ارب پونڈ تک ہوجائے گی۔

تمام براعظم یورپ سلطنت ہالینڈ میں سرما زوروں پر ہے۔ اور ہالینڈ میں برفانی میلے اور ضیافتیں بھی ہیں۔

کثرت برف کے سبب سے بحرہ بالٹک میں جہازرانی قریباً مسدود ہے۔

یروشلم سے جو جلاوطنیاں ہونے والی تھیں وہ دفعتہً ۲۷ جنوری سے ملتوی ہوگئیں۔

تخمینہ لگایا جاتا ہے کہ بروسلز سے تاحال ۵ ہزار آدمی جلاوطن ہوچکے ہیں۔

ڈیوک آف کناٹ والنٹیروں کے کرنل انچارج مقرر ہوئے ہیں۔

ارل آف کرومر چند یوم کی بیماری کے بعد راہی ملک بقا ہوگئے ہیں۔

ضلع ملتان کے تھانہ کہروڑ کے سب انسپکٹر پولیس کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملتان کی عدالت میں بجرم رشوت ستانی مطابق دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند دائر ہے۔

سرکار ریاست بہاولپور کے والی نے لیڈی اوڈوائر فنڈ میں دس ہزار روپیہ عطیہ دیا ہے۔

اس رقم میں سے ۲ ہزار روپیہ اس کے عام فنڈ میں دیا جائیگا۔ باقی بہاولپور کی مسٹر بیوف کی شاخ کو ملیگا۔

ہز ایکسیلنسی لیڈی چیمسفورڈ نے سندھ کی پردہ کلب میں ۵۰۰ روپیہ عطیہ دیا۔

طلوع آفتاب یکم فروری کو لاہور میں ۷ بجکر ۲۷ منٹ اور غروب ۶ بجکر ۲ منٹ

گذشتہ سال تمام دنیا کی ایم۔ ای میں کل ترقی ۱۰۳۱۷۳ ہوئی جو ماقبل سال سے قدرے کم ہے۔

پچاس برس گذرے کہ چین میں مسیحیوں کے سوائے کوئی بھی اتوار کا دن نہ جانتا تھا۔ مگر اب تمام چین میں اتوار آرام کا دن سمجھا جاتا ہے۔

تمام کالج اور مدرسے اتوار کو بند ہوتے ہیں۔ یہ اثر غیر ممالک کے مسیحی اور غیر مسیحی استادوں ہی کا ہے۔ اور ان چینی تعلیمیافتوں کا جنہوں نے غیر ممالک میں تعلیم پائی ہے۔

جاپان کے بدھ مت والوں نے ۶۱ نئے سنڈے سکول ۲ ماہ کے اندر کھول لئے ہیں۔

مہاراجہ صاحب میسور نے بابت اخراجات جنگ ۱ لاکھ روپیہ اور حصہ روپیہ وائسرائے ہند کو دیئے۔

تار برقیات

جرمنوں کی مایوسی

لنڈن ۲۹ جنوری - ایک جرمن اخبار قیصر کی سالگرہ پر مضمون لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ جرمن لوگوں کا ایک جم غفیر اپنے قیصر کے ساتھ امید رکھتا اور یقین کرتا تھا - اور اُس سے جاتا اب نا امید ہو اور دھوکا کھایا ہے - مگر باوجود اس کے وہ ابھی اُس کے ساتھ گہرے طور پر متحد ہیں۔

میسوپوٹامیہ کا رزمگاہ۔

لنڈن ۲۹ جنوری - میسوپوٹامیہ کا ایک مراسلہ راوی ہے - کہ ہم نے قطالعمارہ کے جنوب مغرب میں پہلی اور دوسری ترکی لائنوں پر ۴۰۰ گز کے محاذ پر قبضہ کر لیا اور اب وہ مستحکم ہے - اور تیسری جو مقابل لائنوں میں ۶۰۰ گز کے محاذ پر قابض ہیں۔ ۹۵۰ ترکی مردے جمع کئے گئے تھے علاوہ ازیں اور بہت سے ہیں جن کا شمار نہیں کیا گیا - ہم نے ۳۳۱ آدمی ایک توپ تین خندقی مورٹر اور میکسیم توپ لے لی۔

یونان اور دول متحدہ

لنڈن ۳۰ جنوری - آتھینے - مقام زبانوس میں دول متحدہ کے وزیروں - کیبنٹ اور فرسٹ آرمی کارپس کے کمانڈنگ افسر کے سامنے مطابق الٹیمیٹم کے پیر کی سہ پہر کو مقررہ رسوم کے ساتھ اتحادی جھنڈوں کی سلامی دی گئی کوئی حادثہ معرض وقوع میں نہیں آیا۔

لنڈن ۳۰ جنوری - پیرس - یونانی وزیر خارجہ اعلان دیتا ہے کہ جنرل سیرل حکام کو حکم ہوا ہے کہ وہ اُس ریزروسٹ لیگ کو توڑ دیں جس کے ممبروں سے ابھی ہتھیار لے لئے گئے ہیں۔

لنڈن ۳۰ جنوری - ایتھنز کا ایک تار جو اخبار ڈیلی کرانیکل کو بھیجا گیا ہے - مظہر ہے کہ پیلوپانیسس کو جو فوجی گروہ روانہ ہوئی ہے - اُس کو اب مکمل سمجھنا چاہیے - صوبجات میں عام جوش اور احساس دول متحدہ کے حق میں ہے - پترس میں بدامنی اور خوراک کی قلت سے بلوے ہو رہے ہیں۔

فرانسیسیوں کی تیاریاں

لنڈن ۳۰ جنوری - فرانسیسی صدر مقامات سے رائٹر کا کارسپانڈنٹ اطلاع دیتا ہے کہ آئندہ جارحانہ حملہ کے لئے فرانسیسی فوجیں اپنی لائنوں کے پیچھے بڑی تیاریاں کر رہے ہیں ہر قسم کی رکاوٹ کے خندقوں وغیرہ کی کھدائی اور سڑکوں کی تیاریاں بڑے زور شور سے ہو رہی ہیں۔ اور ریلوں کی متفرق مقامات پر بڑی عجیب وغریب تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں - دشمن اب اس مرکز کے معین کرنے میں بالکل ناکام ہے کہ کہاں سے آئندہ زور لگانا چاہیے - یہی کارسپانڈنٹ کہتا ہے - کہ اگر جرمن سوئٹزرلینڈ سے حملہ کرے تو وہاں بھی فرانسیسی کامل طور پر تیار اور مستعد پائے جائینگے

لنڈن ۲۹ جنوری - گذشتہ رات کو فیلڈ مارشل ہیگ رپورٹ دیتا ہے کہ ہم نے ورمیلز کے شمال مشرق کی دشمنوں کی لائنوں پر یورش کی۔ گڑھوں پر بم باری کی - اور بہتوں کو ہلاک و مجروح کر دیا - ہم آرمنٹیرز کے شمال مغرب میں دشمن کے مورچوں میں داخل ہو گئے - اس کی تیسری لائن تک پہنچ گئے ہیں - اور گرد ہوں کو معہ آن میں پناگیروں کے ہلاک کیا - اور خندقوں میں بہت سے جرمنوں کو قتل کر دیا - کچھ آدمی اسیر بھی کر لئے -

لنڈن ۲۹ جنوری - اس سہ پہر کا فرانسیسی مراسلہ بیان کرتا ہے - کہ ہارٹمنسویلرکوف پر جرمن کا ایک حملہ بہ آسانی پسپا کر دیا گیا - دشمن کا ایک ہوائی جہاز نیچے اتار دیا گیا - ہمارے ہوائی جہازوں نے اتیجینس پر - اور ایٹرس میں بم کے گولے پھینکے۔ گذشتہ شب کا فرانسیسی مراسلہ رپورٹ دیتا ہے کہ پہاڑی نمبر ۳۰۴ اور دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر دونوں جانب سے گولہ باری ہوتی رہی - لورین میں ایک طول طویل خطار میں گولہ باری ہوتی رہی -

لنڈن ۲۹ جنوری - فرانسیسی اخبارات السس میں جرمنوں کے ایک حملہ کی پیشینگوئی کرتے ہیں جہاں پر رومانیہ سے جرمن فوجیں جمع ہو رہی ہیں - اخبارات اسبات کی امید نہیں کرتے کہ جرمن انگریزوں پر حملہ کرینگے جن کی لائنیں بہت ہی مضبوط ہیں - مگر برٹش اور فرانسیسی سٹاف جناب کہیں بھی جارحانہ حملہ کیا جائے - اس کا مقابلہ کرنے کو ہمیشہ اور ہر جگہ تیار ہیں۔

بلغاریوں کی بے چینی

لنڈن ۲۹ جنوری - رائیٹر کا خاص نامہ نگار مقیم سالونیکا خبر دیتا ہے کہ مقدونیہ میں سخت برفباری ہوئی ہے - مفرور سپاہی کہتے ہیں کہ بلغاریوں کی حالت ابتر ہے - سڑکیں ناکارہ ہیں - اور باربرداری کے عنقریب تمام جانور بھوکوں مر گئے ہیں - باشندے عملی طور پر بھوکوں مر رہے ہیں - اُن کے تن پر کپڑا بھی نہیں اور ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔

میکسیکو سے امریکن فوج ہٹالی گئی ہے۔



ایڈیٹوریل نوٹس

مشرقی مسیح

آجکل مشرقی مسیح اور مغربی مسیح کا سوال ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان اور ایک محدود حد تک یورپی مسیحیوں کے درمیان بھی زور پکڑتا جاتا ہے۔ اور اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ اب وہ زمانہ آگیا جبکہ ہم کو ہندوستان میں مشرقی رنگ میں مسیح کو پیش کرنا چاہیئے۔ اس معاملہ میں صرف زبانی باتیں ہی نہیں ہو رہی ہیں۔ بلکہ مضامین اور کتابیں شائع ہو رہی ہیں مثلاً کتاب "ہند مسیح کے لئے" میں خاص اسی بات پر زور دیا گیا ہے جسکا ہم گزشتہ ایک سے زیادہ مرتبہ ذکر کر چکے ہیں۔ مذکورہ بالا امر اور نیز موجودہ حالات اور ملک کی دینی و دنیوی تغیرات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ لابدی امر معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر بھی تحقیق اور آزادی وسیع خیالی اور بے تعصبی سے تحقیق اور غور و فکر کیا جائے۔ کیونکہ اگر یہ مسئلہ بہ اتفاق رائے ہندوستانی اور یورپی مسیحیوں کے کما حقہ فیصل ہو گیا۔ اور غیر مسیحیوں نے بھی اس معاملہ میں کچھ دلچسپی لی اور کوشش کی تو نہ صرف ہندوستانی مسیحیوں کے بلکہ غیر مسیحی ہندوستانیوں کے بھی پولیٹکل اور معاشرتی اور مذہبی حالتوں میں ایک نمایاں اور نہایت ہی کارآمد تبدیلی آجائیگی۔ اس مسئلہ کو حل کرنے میں ان معززین اور لیڈران ملک کو بھی بڑا بھاری حصہ لینا مناسب اور ضروری ہے جو ہوم رول یا سلف گورنمنٹ کے دلدادہ اور حامی ہیں۔ کیونکہ مذہب کا تفرقہ ہندوستان کی سلف گورنمنٹ کی راہ میں بڑی بھاری سد راہ ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جن ممالک کو سلطنت برطانیہ کے زیر نگیں ہوم رول ملے ہیں۔ وہ نہ صرف قوماً ایک ہیں۔ بلکہ مذہباً بھی ایک ہیں۔ ہندوستان میں مذاہب کا جس قدر زیادہ شمار ہے اور جس قدر ان مذاہب والوں میں باہمی تفرقہ ہے شاید ایسے کسی اور ملک میں نہیں ہے جنہوں نے آج ہماری مہربان اور گورنمنٹ سے ہوم رول پائے ہیں۔ اور پانے کے متوقع ہیں۔ لہذا یہ نہایت ضروری اور غور طلب امر ہے کہ ہندوستان میں مشرقی رنگ و ڈھنگ سے مسیح پیش کیا جائے۔

قطع نظر امر مذکورہ بالا کے اگر ہم صرف مسیحی نقطۂ خیال سے اس اہم اور ضروری تحریک پر غور و فکر کریں تو بھی یہ معاملہ نظر انداز کر دیئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ اگر مسیحیوں نے ہندوستان کو مسیح کی خاطر فتح کرنا ہے۔ تو اس کام میں اُن کو بھی نمایاں حصہ لینا چاہیئے۔ اگرچہ ہمارے مغربی مسیحیوں نے ہند کو مسیح کی خاطر فتح کرنے اور ہندوستان کو مسیح کے قدموں میں لانے کی بڑی بھاری کوششیں کی ہیں۔ اور اپنا مال و جان اس میدان میں قربان کر دینے میں بالکل دریغ نہیں کیا۔ اور اس قدر مدت کی جدوجہد میں وہ بہت ہی کامیاب بھی ہوئے ہیں تو بھی وہ کامیابی نہیں ہوئی جو دیگر ممالک میں مسیحی مذہب کو ہوئی ہے۔ ایک سو سال میں صرف ۳۸۷۶۲۰۳ مسیحیوں کا شمار ہندوستان میں ہو گیا۔ جبکہ کل آبادی ہندوستان کی ۱۹۱۱ء میں بلحاظ مذاہب ۳۱۳۳۲۳۹۸۱ ہے یعنی ۳۰۳ فیصدی مسیحیوں کے شمار میں اضافہ ہوا لیکن مسیحی جماعت اگرچہ اس غیر معمولی ترقی سے بڑی خوش اور اپنے مستقبل کے لئے امیدوں سے معمور ہے تو بھی اُن کے اندر ایک غیر معمولی بے قرار اور مخفی آرزو اس امر کی ہے کہ سارا ہندوستان مسیح کے لئے بہت جلد فتح ہو جائے۔ اس پر تو قیاس دلی خواہش کے بر لانے کے لئے جو جائز تجاویز اور ان پر عملدرآمد کرنے کی اُن تھک اور جانفشانی محنتیں اور کوششیں کیجاتی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہندوستان میں مسیح کو ہندوستانی یا بہ الفاظ دیگر مشرقی رنگ میں پیش کیا جائے۔ تاکہ ہندی مسیحیوں کو اس نئے طریق کی طرف مائل کر دیا ہے۔ اور یہ طریقہ ایسا ہے کہ مشرق طبعاً اس سے ہمیشہ سے مانوس اور موثر ہوتا چلا آیا ہے۔ جب مغربی یا بہ الفاظ دیگر غیر مانوس اور اجنبی طریقہ اور اجنبی لوگوں کی کوششوں سے اس قدر کامیابی ہوئی ہے۔ جس کو دیکھ کر دنیا حیران ہے۔ اور علاوہ بیں شمار کے جب ہم اس تبدیلی پر نظر ڈالتے ہیں جو بڑی بھاری تعداد باشندگان ہند کے دلی عقائد میں ہوئی ہے۔ اور جب اس جم غفیر پر نظر عمیق غور کرتے ہیں جو خفیہ طور پر مسیح پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے اپنے ایمان کا اظہار علانیہ نہیں کرتے اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ تو ہماری خوشی اور امید کی کوئی حد نہیں رہتی۔ دل میں یہی خیال بار بار اپنا جوش مارتا اور گدگداتا رہتا ہے کہ جب مغربی اور اجنبی طریقہ اور وسائل سے اس قدر بھاری کامیابی ہو چکی ہے۔ تو اگر مشرقی اور مانوس طریقہ اور وسائل سے مسیح ہندوستانیوں کے سامنے پیش کیا جائے تو کس قدر زیادہ اور کس قدر غیر معمولی ترقی اور اُس سے کس قدر بھاری خوشی ہمارے دلوں

ہیں پیدا ہونے کی امید اور توقع نہیں کی جاسکتی ہے؟ ایسے حلقے مسیحیوں اور موجودہ مذاہب کی دونوں اندرونی حالتوں اور ان تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے جو دیگر مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذاہب کے اندر کر رہے ہیں جو ایک حد تک انہیں کے مذہبی نقطۂ خیال سے درست بھی نہیں ہیں مگر مسیحی مذہب کے اگرچہ وہ اجنبی طریق ہی سے پیش کیا جا رہا ہے اس اثر اور قدرت سے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی تبدیلی کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم پر اب نئے طریقہ کی۔ یعنی مسیح کو مشرقی رنگ میں پیش کرنے کی ضرورت اور اہمیت کا اور بھی گہرا نقش ہو جاتا ہے۔ دور کیوں جائے چند ایک سال ہیں برس قبل کے زمانہ کو دیکھو مسیحی مذہب ان دنوں میں مخالفانہ طریق پر پیش کیا جاتا تھا۔ غیر مذاہب پر ان کے بزرگوں اور بانیوں پر ان کی اخلاقی کمزوریاں اور نالائقیاں بیان کر کر کے حملہ کیا جاتا تھا۔ ان کو بڑے بڑے الفاظ سے ملعون کیا جاتا تھا۔ ان پر الزامی جوابات کی بارش کی جاتی تھی۔ ان کے عیوب دکھائے جاتے تھے۔ یہ خصوصیت صرف مسیحی مذہب کے مریدوں ہی کی نہ تھی۔ دیگر مذاہب والے ان سے بھی آگے بڑھے ہوئے تھے۔ تمام مذاہب والوں کے دلوں میں اس طریقہ کے برخلاف بڑی بھاری نفرت بعد ازاں پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن چونکہ یہ طریقہ عالمگیر طور پر مذہب والوں کی طرف سے زور شور کے ساتھ جاری تھا اس لئے کوئی نیا طریقہ کوئی بھی اختیار نہ کر سکتا تھا۔ اسی اثنا میں خدا کی شان دیکھو۔ خدا نے ایسا انتظام کیا۔ حالات نے پبلک اور گورنمنٹ ہر دو کو ایسا مجبور کیا کہ پریس ایکٹ وجود میں آیا۔ اس نے ان تمام حالتوں کے اندر اپنا اور اپنا دخل دیا۔ اور لوہے کے ڈنڈے سے ایک آن کی آن میں اس طریق مذموم کا خاتمہ کر دیا۔ اور پبلک اور پرائیویٹ ہر دو کی اس نفرت کو بجھا دیا اور چلتا کر دیا۔ اگرچہ غیر مسیحی ابھی بھی اس قابل طعن طریق کو کسی نہ کسی طور پر ایک حد تک عمل میں لا رہے ہیں۔ مگر مسیحی مذہب والوں نے اس سے تقریباً بالکل ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اور اس امر کی ضرورت کو عملاً ثابت کر دیا ہے کہ اب وہ زمانہ بحث مباحثہ اور الزامی جوابات کا جاتا رہا ہے اب ہمیں خالص مسیح پیش کرنا چاہیے۔ صرف انجیل یعنی نجات کی خوشخبری سنانا چاہیے۔ دوسروں کے گڑے ہوئے مردے اکھاڑ کر ان کی بے عزتی نہ کرنا چاہیے۔ اور ان کے تعفن سے اپنے دماغوں کو اور بد زبانیوں سے اپنی زبانوں کو خراب نہ کرنا چاہیے اور مسیح کو ایسے طور پر ہندوستان کے سامنے رکھنا چاہیے کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ وہ طریقہ ہمارے مشرقی اور مغربی بزرگوں کی رائے میں بھی آیا کہ اب مسیح کو مغربی رنگ میں نہیں۔ بلکہ مشرقی رنگ میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طریقہ سے جو مسیح پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور نہایت ہی محدود طور پر پیش کیا بھی جانے لگا ہے اس کا نام **مشرقی مسیح** ہے۔ اور گذشتہ طریق سے جو مسیح پیش کیا جاتا تھا وہ "مغربی مسیح" ہے

ہندوستان میں یونیورسٹی کی تعلیم میں کسر

حضور ویسرائے لارڈ چیمسفورڈ کی کنووکیشن تقریر کی جانب اشارہ کر کے امرتہ بازار پتریکہ یوں معترض ہے کہ ویسرائے صاحب درست کہتے ہیں کہ طلباء کو ایسے آدمی بن کر نکلنا چاہیے۔ جو شہری ہونے کے فرائض ادا کرنے کو مستعد اور تیار ہوں مگر ان کے رستہ میں عنقریب ایک لاینحل مشکل بھی ہے جس کو ہز لارڈ شپ چاہتے ہیں کہ نوٹس میں لایا جائے۔ ہم اس لفظ کے اس معنی میں ہرگز شہری نہیں ہیں جس معنی میں انگلستان کے اندر سمجھا جاتا ہے۔ جزائر برطانیہ میں گریجوایٹوں اور انڈر گریجوایٹوں کو یونیورسٹی تعلیم کے ساتھ پولیٹیکل تعلیم بھی ملتی ہے۔ یہ تعلیمی نظام ہے۔ جو ان کو شہری ہونے کی ذمہ داری کو اپنے اوپر لینے کے لائق بناتا ہے۔ لیکن یہاں تو اگر طلبا کسی پولیٹیکل جلسہ میں بھی شریک ہوں تو ان کو سزا دی جاتی ہے۔ سلف گورنمنٹ حاصل کرنے اور دینے کے لئے لازم ہے کہ ہندوستانی طلبا کو کالجوں میں پولیٹیکل تعلیم گورنمنٹ کی طرف سے دیئے جانے کی اجازت ہونی چاہیے۔ اور باقاعدہ ان کے امتحان بھی ہونے لازمی امر ہے۔ منجملہ دیگر کوتاہیوں کے ایک کوتاہی اور بڑی بھاری کوتاہی ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں یہ ہے کہ پولیٹیکل تعلیم نہیں دی جاتی بھلا وہ سلف گورنمنٹ کس طرح چلا سکیں گے۔ اگر اس ضروری تعلیم سے بہرہ نہ ہوں۔

جرمن کی بعد از جنگ مالی تشویش

منجملہ ان دیگر مسائل کے جن پر اہل جرمن غور و فکر کر رہے ہیں۔ ایک مسئلہ بعد از جنگ مالی حالت کا ہے اتحادی ممالک سے تاوان لینے کی تو تمام جرمنی کی امیدیں خاک میں مل گئی ہیں۔ اور اثنائے جنگ میں جو اضافہ محصول کے روپیہ فراہم کرنے کا جرمن طریق مالی بوجھ کو از زیادہ ناقابل برداشت کر دیگا حال ہی میں ایک جرمن مدبر ڈاکٹر گنس نے تخمینہ لگایا ہے کہ آئندہ ماہ اپریل میں جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو سالانہ آمدنی جرمنی ۷۵۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ کے



تک جنگ ہوگی۔ جبکہ قابل انکم ٹیکس آمدنی کا کل تخمینہ ......۵۰۰۰ پونڈ ہو۔ اب اگر انکم ٹیکس سے اسی قدر رقم وصول ہوجائے تو اس کے یہ بھی معنی ہونگے کہ ہر آمدنی کا ایک تیسرا حصہ ہے۔ چونکہ قلیل آمدنیوں پر اس قدر انکم ٹیکس آنا ناممکن ہے اس لئے آمدنی سرکاری میں بالضرور ہبوط واقع ہوگا۔ ۱۵۰ پونڈ سے کم کی آمدنی جس پر ۱۰ فیصدی انکم ٹیکس لیا جائے اس سے ۳۰ کروڑ پونڈ حاصل ہوگا۔ اور باقی کل کا ۴۶ فیصدی بڑی بڑی آمدنیوں پر ٹیکس لگائے جانے سے وصول کیا جائیگا۔ تو اس حال میں بھی تنزل ہی وقوع میں آئیگی۔ اس لئے ڈاکٹر کنس تخمینہ لگاتا ہے کہ لازم ہوگا کہ پانسو پونڈ کی آمدنی پر ۶۰ فیصدی۔ پندرہ سو پونڈ کی آمدنی پر ۸۰ فیصدی۔ اور پانچ ہزار پونڈ کی آمدنی پر ۹۰ فیصدی انکم ٹیکس لگایا جائے۔ تاکہ قرض جنگ کی حقیقی حیثیت قائم رکھی جائے۔ ڈاکٹر کنس کے خیال میں اس قسم کا ٹیکس لگایا جانا جرمنی کی قومی دولت پر ایک مہلک ضرب ہوگی اور محصولات کے خارج کا خاتمہ ہوجائیگا۔ لیکن اگر اس سے دگنا کرکے کسی اور طرح سے ٹیکس لگایا جائے تو چونکہ عام استعمال کی چیزیں معقول قیمت پر فروخت ہوا کرینگی۔ اس لئے سامان زندگی بہت ہی گراں ہوجائیں گے۔ اور یوں جرمنی کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ اور جب جرمن کو بلجیم سردیا کا اور اتحادیوں کا تاوان جنگ اور ہرجانہ دینا پڑا تو بس خدا ہی مالک ہے۔

امریکہ کی آمدنی

یورپی جنگ کی وجہ سے امریکہ کو جو غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے۔ وہ اس سال کے جو ۳۰ جون پر ختم ہوا انکم ٹیکس کے حساب سے بخوبی عیاں ہے۔ اس سال منفردہ انکم ٹیکس ادا کرنے والوں سے کل آمدنی ۱۳۵۸۸۷۱۲ پونڈ کی ہوئی بالمقابل گزشتہ سال کے اسی عرصہ کی ۸۲۰۷۲۳۲ پونڈ کی آمدنی کے۔ سوسائٹیوں اور تجارتی کمپنیوں وغیرہ سے ۱۳۹۸۷۳۱ پونڈ انکم ٹیکس وصول ہوا۔ گزشتہ سال کی اسی عرصہ کی ۸۳۰۰۱۹ پونڈ آمدنی کے مقابل میں۔ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو انکم ٹیکس ......۲ پونڈ کی آمدنی کے آدمیوں سے وصول کیا گیا ہے۔ وہ گزشتہ سال میں دوچند ہوگیا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ۱۲۳ اشخاص ایسے ہیں جن کی آمدنی دو لاکھ پونڈ یا اس سے زیادہ ہے۔ اور ۳۸۲۴ ایسے آدمی ہیں جنکی سالانہ آمدنی ایک لاکھ پونڈ کی یا اس سے زیادہ ہے۔ اور ۱۳-۱۹۱۲ء میں برطانیہ کلاں میں صرف ۲۳۳۹ آدمی ایسے تھے جن کی سالانہ آمدنی ۱۰ اور ۵ ہزار پونڈ کی تھی۔ دولتمندوں میں سے منفردہ دولتمندوں کی دولت کے لحاظ سے امریکہ اس وقت ۵۰ گنا زیادہ دولتمند ہے۔ بہ نسبت برطانیہ کلاں کے قبل از جنگ کے عرصہ میں۔

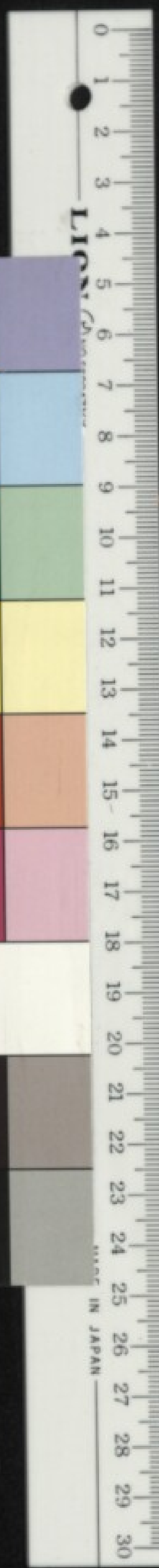
جرمنی کے پاس اب محفوظ فوج نہیں رہی

لندن سے حال ہی میں ایک تار خبر موصول ہوئی ہے۔ جس میں ذکر ہے کہ میکنزن صاحب نے جرمن جنرل سٹاف کو اطلاع دی ہے۔ کہ کمک کی بہت ہی سخت اور جلد ضرورت ہے۔ برلن اور وائنا نے بلغاریہ اور ٹرکی سے درخواست کی ہے کہ اگر کمک نہ پہونچی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑے افسوسناک طور پر ہمیں رجعت کرنا پڑے گی۔ مگر ان دونوں سلطنتوں سے برلن اور وائنا کو مدد دینے سے انکار کردیا ہے اور ٹرکی نے کہا ہے کہ ایشیا میں فوج کے پاس اب محفوظ فوج بالکل نہیں رہی۔

جاپان اور برطانیہ عظمیٰ

جاپان کے وزیر خارجیہ نے ٹوکیو کی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح دیگر گورنمنٹیں خیال کرتی ہیں۔ ویسے ہی جاپانی گورنمنٹ سمجھتی ہے۔ کہ ہمارے دشمن کے حیلے بہانے ناقابل تسلیم ہیں۔ اور کہ صلح کی سلسلہ جنبانی کا وقت ابھی نہیں آیا۔ ابھی کئی ایک ایسی شرائط جو جنگ کے اختتام کے وقت ہمارے دشمن پر عائد کرنا ضروری اور لابدی ہیں۔ ہماری فارن پالیسی انگلستان کے ساتھ ہمارے اتحاد کی بنیاد پر مبنی ہے۔ جنگ نے اس اتحاد کی غیر متزلزل پختگی کو اور ان فوائد کو ظاہر کردیا ہے جو اس اتحاد سے پیدا ہوتے ہیں۔ جاپانی اور انگریزی باشندے اپنی اپنی سلطنتوں کے حقوق اور فوائد کی محافظت کے لئے اس اتحاد کی ضرورت کو نہایت روشن طور پر محسوس کرتے ہیں۔ بعید مشرق میں باقاعدگی اور امن کو قائم رکھنے کے لئے یہ اتحاد ایک اصلی ذمہ داری اور بنیاد ہے۔

جاپانی ڈائٹ میں موٹونو وزیر معاملات خارجیہ نے کہا کہ جاپان اتحادیوں کے ساتھ فوجی اور کفایت شعاری ہر دو ذرائع سے تا فتح آخری برابر ملکر کام کرتا رہیگا۔ انگریزی جاپانی اتحاد نے جو جاپان کی فارن پالیسی کی بنیاد ہے ایک دوسرے کو فائدہ پہونچایا ہے۔ خصوصاً جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ اور روس سچا اور شکرگزار دوست رہا ہے۔ جاپان نے اس



مجلہ ارکین جاپانی اس صیغہ کو بڑی خوشی سے خیر مقدم کیا ہے جو چین میں فکر اپنا کام کر رہا ہے۔ اور چین کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کی پالیسی کو رد کر رہا ہے۔ اور اس صیغہ نے اس کی آزادگی اور صداقت کو قائم رکھنے میں مستعد ارادہ کر لیا ہے۔

میسوپوٹامیہ میں ہماری سرکار کی فتح

حال ہی میں جو لڑائی میسوپوٹامیہ میں ہوئی ہے۔ اس کا مسرت بخش ایک نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ہماری فوجیں دریائے دجلہ کے دہنے کنارہ پر کی خندقوں کی پہلی قطار پر ۱۰۰۰ گز آگے نکل گئیں اور مفتوحہ زمین پر انہوں نے اپنے مورچے بنالئے اور اس کو خوب مستحکم کر لیا ہے۔ یہ جگہ قط العمارہ سے جنوب مغرب کی سمت واقعہ ہے۔ اور خندقوں کی دوسری قطار میں بھی بہت سی زمین لے لی۔ اس پر ترکوں نے دریائے حی کے مغرب کی جانب چار بالمقابل سخت حملے کئے پہلا اور تیسرا حملہ تو ہمارے توپخانہ پیادہ پلٹن اور کلہ اور توپوں نے بالکل شکست کر دیئے مگر دوسرا اور چوتھا حملہ عارضی طور پر کامیاب رہا۔ لیکن ہم نے پھر جارحانہ حملہ کیا اور اس زمین کا بہت سا حصہ ان سے واپس لے لیا جہاں سے ہم عارضی طور پر نکال دیئے گئے تھے۔ ترکوں کا نقصان اس سارے دن کا بہت بھاری تھا ترکوں کے ۱۶۰ آدمی ہم نے قید کر لئے۔ دشمن کی ۸۰۰ لاشیں کو ہم نے قط العمارہ کے مغرب کی جانب دفن کئے۔ اور پانچ ہزار لاشیں دشمن کی خود انہوں نے دفن کیں

شملہ میں برفباری

چند دنوں کی موسمی خرابی تعطیل کے بعد ۲۹ جنوری کو شملہ میں موسم سرما کی سب سے پہلی برفباری ہوئی ہے ۳ سال برفباری نہیں ہوئی تھی۔ برف قریب تین انچ موٹی پڑی ہے۔ اس سال کی یہ برفباری اگرچہ دیر سے ہوئی ہے۔ مقابلہ میں گذشتہ ۳ برسوں کی برفباری کے۔ تاہم وہاں کی مقامی فصل کے لئے یہ نہایت مفید ثابت ہوگی کیونکہ برفباری کی سخت ضرورت تھی۔ وہاں کی کرہ ہوائیہ کی حرارت میں نمایاں کمی ہوگئی ہے۔ اور موسم بھی نمایاں طور پر سرد ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ دنوں سے یہاں پنجاب میں سردی کا قدرے زور ہوگیا ہے۔ موسم یہاں بھی خوشگوار ہوتا چلا جا رہا ہے۔

پولیٹیکل مطالعہ کی جماعتیں

مدراس کے مسیحی اخبار کرسچین پیٹریٹ کے ایک لائق مضمون نگار نے ایک مختصر سا مضمون لکھا ہے جس میں وہ ہندوستانی مسیحی ایسوسی ایشنوں سے ایسی جماعتیں قایم کرنیکی سفارش کرتا ہے جن میں جوانوں اور بوڑھوں کو پولیٹیکل تعلیم دیجائے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمارا علم بھی اس عنصر پر جو ہمارے غیر مسیحی ہم وطنوں کا ہے۔ اور اگر موجودہ حالت میں جبکہ ہم اپنی ہی سوسائٹیوں اور پولیٹیکل بہتری میں استغراق رکھتے ہیں تو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ مستقبل کے خود حکمران ہندوستان میں کوئی جماعت بھی خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی پولیٹیکل حراست کی حالت میں نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا ہندوستان کی پولیٹیکل ترقی کے لئے ہماری جماعت نے نوانیہ میں یہ کچھ کم ضروری امر نہیں ہے۔ کہ ہم بحیثیت ایک گروہ کے اپنے ملک کی پولیٹیکل تاریخ سے کما حقہ واقفیت حاصل کریں۔ یہ امر ضروری ہے کہ ہم ان مراحل میں اول درجہ کا علم حاصل کریں جن میں ہماری برٹش سلطنت نے اس ملک کو موجودہ جلیل القدر حالت میں رہنمائی کر دی ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ ہم نے بیدار شدہ مسیحی قومی دقوت کی روشنی میں زمانہ ماضی کی ناکامیابیوں اور کامیابیوں کی از سر نو قدر کریں تاکہ مستقبل کے امکانات کا اندازہ لگا سکیں ❊

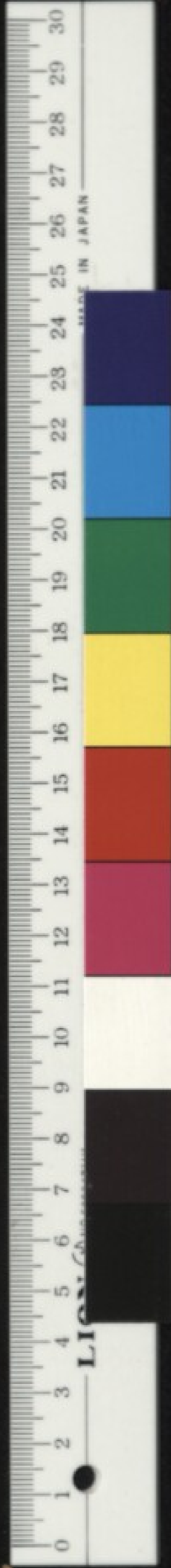
ڈھاکہ کی ململ ۲۰۰ گز کا تھان اور ۵ تولہ وزن

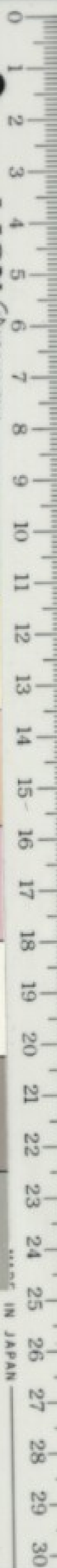
ڈھاکہ کی ململ دور دور تک مشہور تھی۔ اگرچہ یورپ کے کپڑوں نے ان کی جگہ لے لی اور اس حیرت انگیز صنعت سے لوگ غافل ہوتے گئے۔ لیکن باوجود اس کس مپرسی اور کساد بازاری کے بھی بعض لوگوں نے اس صنعت کو ضائع ہونے نہیں دیا۔ چنانچہ فرید پور کی نمائش میں ۲۰۰ گز ڈھاکہ کی ململ کا ایک تھان پیش کیا گیا جس کی لطافت و نزاکت کا یہ حال تھا کہ اس کا وزن بمشکل ۵ تولہ ہوگا بننے والے نے اس کی قیمت ایک ہزار روپیہ بتائی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ جس وقت اور تکلیف سے میں نے اس کو تیار کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قیمت کچھ بھی نہیں۔

(اخبار عام)

ہندوستان سے سر پی۔ ایس

سنہا اور مہاراجہ بیکانیر آنیوالی جنگی شاہی کونسل میں نمائندہ ہو کر تشریف لیجائینگے۔





مشنری کام میں پھل

سائنس دانوں سے پتہ لگتا ہے کہ غیر ذی جان چیز سے زندگی نہیں نکل سکتی۔ یہ بات ایک حقیقت نفس الامر ہے کہ ذی جان چیز ہی دوسری ذی جان چیز پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن افسوس ہم روحانی معاملات میں اس اصول کو اکثر اوقات نظرانداز کر دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ روحانی زندگی انسانی عقل اور طاقت اور مجھ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ مسیحی کام کا بھی ایسا ہی حال ہے۔ بسا اوقات انسان اپنی طاقتوں پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے۔ روح القدس کو کام کرنے دینا چاہیئے۔ یہ سبب ہے کہ محنت اور کام کے نتیجے میں اکثر ایک ادنیٰ مناسبت پائی جاتی ہے۔

کیا سبب ہے کہ ہم میں ایسی روحانی زندگی پیدا کرنے والی طاقت نہیں پائی جاتی؟ افسوس اسکا سبب صرف یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو نیست نہیں کر دیتے۔ اور مسیح میں مر نہیں جاتے۔ تاکہ روح القدس ہمیں کی مدد سے اُس کی موت اور طاقت اور مردوں میں سے جی اُٹھنا ہماری زندگیوں میں نظر آئے۔ ہمارا تکبر ہندوستان میں مسیح کی بادشاہت کے لئے سدراہ ہے۔ یہی سارا بھید ہے۔ خدا اپنے کام میں ناپاک اور نفس پرست مسیحیوں کو حصہ نہیں لینے دیگا۔ وہ صرف پاک اور خالی برتنوں کو استعمال کرتا ہے جو ندیوں کا کام دیتے ہیں۔ جن میں سے اُس کا زندہ پانی بہتا ہے۔

میرے تمام سفروں میں شمال سے لے کر جنوب تک ایک بات ہمیشہ دیکھنے میں آئی کہ جہاں کہیں خداپرست اور دعا میں مصروف رہنے والا مشنری ہے وہاں کے کام سے بھی اُن کی زندگی کے نمونے کے باعث خداپرست اور دیندار ہوتے ہیں اور برخلاف اُس کے یہ بھی مشاہدہ سے میں آیا۔ کہ جس جگہ کا مشنری خود روحانی اور سرگرم مسیحی نہیں ہوتا۔ یا اپنا کام کولھو کے بیل کی طرح کر چھوڑتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ اُن کی دعا کی آواز خدا کے آگے بے اثر ٹھہرتی ہے۔ اور اُن کی منادی بے پھل۔ سنسکرت زبان کی مثال خوب عاید ہوتی ہے جیسا اُستاد ویسے اُن کے شاگرد

لیکن اے بھائی خدا آپ کے لئے بھی ویسا ہی ہے۔ گو آپ ایک غریب مبشر ہیں۔ جیسا کہ وہ ایک عالم مشنری یا کالج کا تعلیم یافتہ خادم الدین کے لئے ہے۔ یاد رہے کہ آپ کی زندگی اور آپ کی دعا ہندوستان کو بیدار کرنے میں ایک بڑا حصہ رکھتی ہیں۔ ہم اوروں کی کوتاہیوں سے قطع نظر کریں اور اُن کے قدم اُٹھانے کے منتظر نہ رہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کے لئے مقدم سوال یہ ہے۔ کیا میرا اور خدا کا تعلق ٹھیک ہے؟ کیا مجھ میں یہ طاقت ہے؟ کیا وہ مجھے اس بیداری میں استعمال کریگا؟

ہم کو صاحب دعا بننا چاہیئے۔ مشنری یا خادم الدین یا مبشر کا کوئی کام دعا کے کام سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ خدا اپنی عنایت سے ہمارے دلوں پر یہ حقیقت نقش کر دے۔ اگر ہم دعا کرنے والے بنجائیں یعنی اگر ہماری طبیعت دعا والی طبیعت بنجائے اور اور ہم دعا کے عادی ہو جائیں۔ تب خدا ہم کو ایک پر ثمر اور سیراب باغ بنائیگا۔ مشنری کام میں بار آوری کا یہی بھید ہے۔ خدا کرے کہ ہم اُس کی خدمت میں اپنی زندگیوں کے وسیلے بہت سا پھل لائیں اور اپنے مبارک آقا کی آمد کو جلد وقوع میں لائیں۔

راقم۔ جے۔ بی۔ ایل۔ از جبلپور۔ فوجی ہسپتال

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

کافر جو تجھ کو کہتے ہیں واعظ براندمان
عاشق کو ربط رسم مذاہب سے کیا ہی کام

جیسے بھائی ثمر نے مشرقی اور مغربی مسیح کے بارے میں مجھے کافر بنانے کی تجویز کی ہے۔ میرے پاس کئی خط آچکے ہیں جو مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے ثمر صاحب کے جواب میں مشرقی اور مغربی مسیح کی پوری تشریح نہیں کی جس کا مطلب میں یہ سمجھا ہوں کہ ابھی ہم تم کو پورا کافر نہیں کہہ سکتے۔ ذرا صاف صاف بتاؤ کہ تم نے دو مسیح کیسے بنا دیئے۔ برادران۔ گو کم مشکل وگرنہ گو کم مشکل آج میں ۱۲ جنوری کے نورافشاں میں ایڈیٹر کا نوٹ ہند مسیح کے لئے کیسے فتح ہوگا پڑھ رہا تھا۔ کہ مجھے خیال آیا کہ جو کچھ حضرت واعظ نے کہا وہی تو ایڈیٹر صاحب کہہ رہے ہیں۔ مگر ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ مجھ غریب پر ہی یہ مثل صادق لائی جاتی ہے۔ نزلہ برضعیف میریزد۔ اچھی بات میں ہر وقت اسباب کے لئے تیار ہوں کہ مجھ پر فتوے دیئے جاویں بقول سائیں بلھے شاہ۔

بلھیا جے تینوں کافر آکھن
تاں توں ہاہو ہاہو آکھ

یعنے اے بلھے شاہ اگر تجھ کو دنیا کافر کہتی ہے تو تو آمنا وصدقنا کہے جا۔ اے میرے عزیز و بزرگ مفتیو

تابع عشقم مسیحیت مرا درکار نیست
ہر رگ جان دار گشتہ حاجت زنار نیست

برادران یہ مسئلہ ابھی طول پکڑتا جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے کہ کس طریقہ سے ہندوستان مسیح کے واسطے فتح ہو سکتا ہے۔ اُس کا بھی ایک طریقہ ہے یعنے ہندوستان کے مسیحی مشرقی مسیح کو

قبول کریں۔ ۴۰-۵۰ برس ہوئے جبکہ ابھی آریوں کو گروکل کا خواب بھی نہ آیا تھا۔ اُس وقت میں نے نور افشاں میں لکھا تھا کہ ایسے سکول کی ضرورت ہے جہاں سے ہندوستان کے واسطے سادھو پیدا کئے جاویں۔ اُس وقت سوامی سُندر سنگھ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ آج پھر میں وہی آواز سنتا ہوں جس کے بغیر ہندوستان مسیح کے واسطے فتح نہ ہوگا۔ نیشنل مشنری سوسائٹی نے تو اور بھی بیڑا غرق کر دیا یہ بھی مغربی مسیح کی پیرو ہو گئی۔ اب عنقریب یہ بھی ڈوبنے پر ہے۔ کیونکہ مغربی مسیح کا بیڑا سونے کے چپوؤں اور چاندی کے بادبانوں سے چلتا ہے۔ اور وہ یہاں ندارد۔ کیسے کام چلے۔ ہم تو پہلے ہی مغربی مسیحیت کے دلدادہ اور عاشق تھے۔ مگر یہ ہم سے بھی چار قدم آگے نکل گئے۔

توقع جس سے تھی ہم کو ستم کے داد پانیکی
وہ ہم سے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے

میں اتنا لکھتا ہوں کہ ہم کو سوائے گالیوں اور لعنت ملامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ مگر کیا کروں گالیاں کھانے کی عادت ہو گئی ہے کیونکہ مشرقی مسیح کا عاشق ہوں اس لئے پیدا ہوا اور اسی لئے دنیا میں آیا کہ حق پر گواہی دوں۔ سو وہ گواہی یہ ہے کہ پنجاب میں این ایم ایس نے مشرقی طریق پر کچھ نہیں کیا۔ مغربی مسیح کی شیدائی ہو کر نام ڈبو دیا جو کچھ ہند مسیح کے لئے کتاب کہتی ہے اور جس پر ایڈیٹر صاحب نور افشاں خود بھی صاد کرتے ہیں۔ وہی مشرقی مسیح کا طریق ہے۔ کاشکہ میری کتاب کا لنکا شملہ ریویو سے چھپ چکی ہوتی تو زیادہ خامہ فرسائی کی مجھے ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن بسبب جنگ کاغذ مہنگا ہونے کی وجہ سے ابتک کھٹائی میں پڑی ہے۔ مگر ریلیجس بک سوسائٹی کے جنرل منیجر نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جلدی طبع کرا دیں گے۔

کلام کی آیت مشرقی اور مغربی مسیح کے متعلق عاشقان مسیح کے واسطے کافی ہوگی۔ رسول کلسیوں کے خط تیسرے باب میں فرماتا ہے۔

صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہو

یہ ہے مشرقی مسیح (اس کی تشریح پھر کسی وقت کرونگا۔) لیکن اس کے خلاف مغرب میں مسیح نہیں مگر مسیحیت اور وہ بھی مغربی مسیحیت۔ جو اس آیت کو اپنے اعمال سے یوں دنیا کے لئے مطالعہ کرتے ہیں

صرف چرچ سب کچھ اور سب میں ہو

اور چرچ سینکڑوں ہوئے۔ جن میں مسیح کی جگہ تو برائے نام ہے۔ مگر رسم و آداب دنیاں۔ طریق ایمان جدا جدا۔ اُن میں مشرقی مسیح نظر نہیں آتا۔ صاحبان آپ میری ان باتوں پر غور کریں۔ میں خدمت کو حاضر ہوں۔ اب سلام۔ (میں ہوں۔ واعظ)

میرے خیرخواہ و پیارے دوست سوامی سُندر سنگھ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

تسلیم باتکریم۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ برادرم بزرگ اسمٰعیل جو خدا باپ کی خدمت میں گانے میں مددگار تھا جس کو آپ بخوبی جانتے ہیں۔ وہ ایک ہفتہ سے سخت بیمار ہو گیا ہے۔ یک لخت بیہوش ہو گیا تھا۔ مگر اب ہوش تو ہے۔ لیکن بول نہیں سکتا۔ صرف حرف (ن) کا ہر ایک جملہ میں استعمال کرتا ہے۔ کھانا اپنا اشاروں سے طلب کرتا ہے۔ دعا و کلام میں حرف ن ہی بولتا ہے۔ اور کچھ نہیں سو نہایت رمحبت سے التماس ہے۔ کہ آپ اور دیگر خادم الدین برادرم کلاں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ نہایت شکرگزار ہوں گا۔

اگر کوئی مہربان اس قسم کی مرض کا تجربہ رکھتا ہو جس کو کسی طرح سے صحت مل گئی ہو تو وہ مہربانی کرکے نور افشاں میں مشتہر کرے۔ نہایت عنایت ہوگی

والسلام۔ راقم نیاز علی۔ پالم پور۔ ضلع کانگڑہ)

وائلی میموریل کانٹسٹ

پندرہ اور دس روپیہ کے دو انعام سنڈے اسکول کنونشن میں سنڈے سکول کے طلبا میں سے ان لوگوں کو دیئے جائیں گے جو ۱۱ فروری کے سنڈے سکول سبق "یسوع اور سامری عورت" (یوحنا ۴: ۱ سے ۲۹) پر خود مجوزہ اور ساختہ تصویر تیار کرکے کنونشن میں پیش کرینگے۔ جس نے قبل ازیں کوئی ایسا انعام نہ پایا ہو۔ تصویریں یا تو بذریعہ ڈاک سکرٹری کے پاس بھیجیں یا بدست کسی ڈیلیگیٹ کے کنونشن کے شروع ہی میں کنونشن کے پیش کیجاویں۔

مس۔ ایم۔ سی ہیلم۔ سکرٹری۔ لودیانہ۔

ایسی کا سینٹ فرانسس

چھٹا باب

ساتھی

اس کے بعد اور بہت سے لوگ اُس کے ساتھ شریک ہونے کے لئے (۔ع) آئے۔ جن میں (۳ دو ع) سینٹ لیو اور سینٹ میبیو تھے اپنے سب پیارے بیٹوں میں سے لیو پر فرانسس سب سے زیادہ مشفقانہ محبت تھی۔ اُس کی نزاکت کی وجہ سے فرانسس اُسے خدا کی "چھوٹی بھیڑ"



کہا کرتا تھا۔ اور یہ مقدس (فرانسس۔ ع) اپنی تمام تکلیف اور تفکرات میں اپنے قابل تعظیم اور ادب نا اعتراض کرنے والے شاگرد کی سادہ اور خاموش ہمدردی سے متسلی اور مامون ہوتا تھا۔ لیو فرانسس کا سکرٹری تھا۔ اور یہ ہمیشہ اُن میں سے ایک تھا جو اُس کے ساتھ پہاڑیوں میں جاتے تھے جب وہ کسی کام کو جاتا تھا۔ اور لیو کو کبھی جب وہ آزمائش یا کلیف میں پڑتا تو فرانسس کی موجودگی اور اُس کی صلاح سے بڑی تسلی ہوتی تھی۔ یہ بات ایک خط سے معلوم ہو سکتی ہے جو فرانسس نے اپنے بیٹے کو لکھا "بھائی لیو۔ تیرے بھائی فرانسس کی طرف سے سلامتی اور اطمینان۔ میں اے میرے بیٹے تجھ سے کہتا ہوں جیسا ماں اپنے بچے سے کہتی ہے۔ اور یہاں میں اُن تمام باتوں کو اختصار کیساتھ مجموعتہً بتلاتا ہوں جس پر ہم آپس میں راہ میں گفتگو کرتے تھے۔ اور اُس کے اگر تجھے میرے پاس صلاح لینے کے واسطے آنے کی ضرورت ہو تو میں شوق سے کہتا ہوں کہ آ جس کسی طریقہ سے تجھے معلوم ہو کہ تو خدا کو خوش کر سکتا ہے۔ اور اُس کے قدموں پر چل سکتا ہے اور افلاس سے رہ سکتا ہے۔ خدا کی برکت سے اور میری تابعداری میں ایسا کر۔ یا اگر تیری روح کے لئے ضرورت ہو یا تجھے کسی طرح کی تسلی کی ضرورت ہو۔ اور اگر تو اے میرے لیو چاہتا ہے۔ تو آ۔ (مسیح میں سلام)"

ایک دفعہ آرڈر کے شروع میں فرانسس مہنت لیو کے ساتھ ایسی جگہ میں تھا۔ جہاں اُسکے پاس کوئی کتاب نماز کرنے کے لئے نہ تھی۔ جب صبح کی نماز کا وقت آیا۔ فرانسس نے مہنت لیو سے کہا۔ عزیز ترین [illegible] ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں ہے۔ جس سے ہم نماز پڑھ سکیں۔ لیکن اس خیال سے کہ ہم یہ وقت خدا کی حمد و ثنا میں صرف کریں میں بولونگا اور تو اُس طرح جواب دینا جیسا میں تجھے سکھلاؤں۔ میں اس طرح کہونگا کہ "اے مہنت فرانسس تو نے دنیا میں اتنی برائیاں اور اتنے گناہ کئے ہیں کہ جہنم کا سزاوار ہے" اور تو جواب دینا "کہ یہ سچ ہے کہ تو سب سے نیچے جہنم کا سزاوار ہے۔" اور مہنت لیو نے قمری کی سی سادگی سے کہا "باپ خوشی سے کہونگا۔ خدا کے نام سے شروع کر۔" تب مقدس فرانسس کہنے لگا کہ "اے مہنت فرانسس تو نے دنیا میں اتنی برائیاں اور اتنے گناہ کئے ہیں کہ تو جہنم کا سزاوار ہے۔" اور مہنت لیو نے جواب دیا "خدا تیرے وسیلے اتنی بھلائی کریگا جس کے سبب تو بہشت میں جائیگا!" تب مقدس فرانسس نے "مہنت لیو ایسا نہ کہہ۔ لیکن جب میں کہوں کہ مہنت فرانسس تو نے خدا کی مخالفت میں اتنے خراب کام کئے کہ تو خدا سے مجرم ٹھہرائے جانے کا حقدار ہے۔ تب یوں جواب دینا کہ حقیقتاً تو مجرموں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔" اور مہنت لیو نے جواب دیا "اے باپ خوشی سے (کہونگا۔ ع)" تب مقدس فرانسس بڑی آہ و نالے کے ساتھ بلند آوازی سے کہا۔ "اے آسمان و زمین کے خداوند میں نے اتنی برائیاں اور اتنے گناہ تیری مخالفت میں کئے ہیں۔ کہ میں تجھ سے مجرم ٹھہرائے جانے کا بالکل سزاوار ہوں" اور مہنت لیو نے جواب دیا "خدا تجھے ایسا شخص بنادے گا کہ اُن میں سے جو مبارک ہیں تو خصوصیت کے ساتھ مبارک ہوگا۔"

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

حالات زمانہ دیکھ کر خداوند کی آمد میں کچھ شک باقی نہیں رہتا ہے۔ گویا وہ دروازہ پر ہی کھڑا ہے خداوند فرماتا ہے۔ کیا ابن آدم آکر زمین پر ایمان پاویگا۔ اگر اب خداوند آجاوے تو واقعی یہ صادق آئیگا۔ ظاہرداری اور فیشن۔ آجکل کا مذہب۔ خداوند کی خدمت نفع اور شہرت ہے۔ جس میں نفع اور شہرت نہ ہو۔ وہ کچھ بھی نہیں۔ خواہ اُس میں خداوند کا کیسا ہی جلال ہووے۔ اُس کے کرنے میں ہزار حجتیں اور بیسیوں بہانے ہونگے۔ ان دنوں جو سوامی سندرسنگھ کی کتاب **تمثیل اُٹھے صلیب** چھپی ہے۔ اگرچہ وہ سوامی جی کی طرف سے نہیں۔ ایک غیرتمند جوان نے ہمت کر کے خداوند کے جلال کے واسطے چھپوادی ہے۔ اب اُس پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ عموماً بعض ولایتی صاحبان اور اُنکے ہمخیال ہیں پر ہی لال پیلے ہو رہے ہیں۔ کہ سندرسنگھ کو سوامی مت کہو۔ سوامی صرف خداوند یسوع ہے۔ سچ ہے سوائے اُن کے کوئی سوامی نہیں۔ مگر خداوند بھی وہی ہے۔ سائیں بھی وہی ہے۔ مولیٰ بھی وہی ہے۔ راجہ مہاراجہ سلطان بھی وہی ہے۔ اُستاد بھی وہی ہے۔ ہادی بھی وہی ہے۔ لیکن کیا یہ سب خطاب مسیحی انسانوں کو نہیں دئیے جاتے۔ بلکہ بے دینوں کو دیئے جاتے ہیں۔ غیرمسیحی اس نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اُس پر تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ نہ معلوم سوامی سندرسنگھ نے کیا گناہ کیا ہے۔ کہ اُس پر نزلہ گر رہا ہے۔ اگر بیکنسفیلڈ یہودی۔ (خداوند یسوع کا دشمن) لارڈ (خداوند یا سوامی) کہلا سکتا ہے۔ اور مسیحی اُس کو لارڈ کہتے اور مانتے اور خود مسیحی بادشاہ نے اُس کو خطاب لارڈ کا دیا ہے۔ جو صرف ہمارے مُنجی یسوع کا لقب ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اگر کلیسیا سندرسنگھ

کو سوامی کا لقب دیتی ہے تو ہمارے بعض دینو مائنڈڈ تنگ دل بزرگ اس پر ناک بھوں چڑھاتے اور معترض ہوتے ہیں۔ ایک دن ایک ادنیٰ شخص جس کی لیاقت یہ ہے۔ کہ بمشکل ایک صفحہ انجیل شریف کا بغیر غلطی کے پڑھ سکے۔ کہتا ہے کہ سندر سنگھ کو جبکہ آپ سوامی کہتے ہیں تو میرے دل کو بڑی چوٹ لگتی ہے۔ اول تو مجھے ہنسی آئی۔ پھر میں نے ہنسی کو ضبط کرکے کہا کہ بیٹا سندر سنگھ میں مسیح آپ بستا ہے۔ اس نے اُس کو سوامی کہنے میں گناہ نہیں۔ یہ ایک درجہ ہے۔ جب اُس درجہ تک مسیحی پہنچ جاتا ہے تو وہ مسیح کی صورت ہو جاتا ہے۔ کلیسیا نے اُس میں مسیح کی صورت دیکھی ہے۔ اس لئے اُس کو شیدائے صلیب اور سوامی کا خطاب دیا ہے۔ فکر نہ کرو تم بھی جب مسیح کو پہن لوگے تو اُس پدوی کو حاصل کروگے۔

کسی گذشتہ مضمون میں واعظ نے لکھا ہے کہ سیالکوٹ کنونشن کے موقعہ پر کنونشن کمیٹی کو جو مشنریوں کی تھی فکر پڑگئی کہ کہیں سندر سنگھ کیلاش پربت کے مہارشی کا ذکر نہ کرے۔ آج میں پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو میری حیرت کی کچھ حد نہ رہی۔ وہ کسی چینی سیاح کا سفرنامہ ہے۔ اس کتاب میں بھاردواج عفریت۔ دیو۔ اور ناممکن الوجود کا تذکرہ۔ اور انسان وحیوان کی مخلوط نسل۔ نہ معلوم کہ ان باتوں سے خدا کا جلال کس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ اور انسان کے اخلاق ذمیمہ پر کیا نیک اثر ہوتا ہے۔ اور کہ اس کتاب سے کہاں تک گنہگاروں کی نجات کا تعلق ہے اس کے علاوہ بدھ کے عجیب وغریب معجزات۔ بلکہ اس کے بتوں کے معجزات سب سے عجیب یہ کہ چینی سیاح ذکر کرتا ہے۔ کہ اس نے کسی جنگل میں ایک برہمن کو دیکھا جس کی عمر سات سو سال کی تھی۔ اور دیکھنے میں ۳۰ برس کا معلوم ہوتا تھا۔ اُس کو تو ہمارے بزرگ مشنری صاحبان جو سوسائٹی کے ممبر ہیں قبول کرتے ہیں۔ مگر ہمارے عزیز برادر خادم المسیح کے بیان پر شک کرتے بلکہ اُس کا تذکرہ بھی پسند نہیں کرتے۔ مجھے حیرت ہے کہ کیوں یہ ایسے تنگ دل ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ باتیں جو سوامی جی کے متعلق ہیں مغربی مسیحیت کے خلاف ہوں۔ لیکن اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ باتیں مشرقی مسیحیت کے بھی خلاف ہوں۔ مسیحی ایمان کی زندگی کا یہ ایک زندہ ثبوت ہے ایسے معجزات ثابت کرتے ہیں کہ ہم مسیح کی قیامت کے گواہ ہیں۔ مسیح اب بھی ہمارے درمیان کام کرتا ہے اور آخر تک کرتا رہیگا۔ اگر مشنری صاحبان اس بات کو مانتے ہیں کہ سات سو برس کا برہمن ساتویں صدی میں موجود تھا۔ تو کیلاش پربت کے مسیحی رشی کو ۳۰۰ برس کا ماننے میں آپ کو کیوں کلام ہے۔ اگر آپ کہیں کہ ہم چینی سیاح کی بابت نہیں مانتے۔ تو میں کہتا ہوں کہ آپ نے خداوند کے جلال کے واسطے جو روپیہ تھا اس میں کیوں خرچ کیا۔ کیا نفع کے واسطے۔ ہاں ضرور نفع کے لئے۔ جو باتیں میں نے شروع میں کہی وہ آپ نے ثابت کردی کہ آجکل ہمارا مذہب نفع اور خرچ کا ہے۔ اگر نہیں۔ تو شیدائے صلیب کو ریلجس بک سوسائٹی طبع کیوں نہیں کرواتی۔ اگر چینی سیاح کی کتاب جو بالکل کفر و شرک سے بھری ہے خداوند کے پیسے سے طبع کروائی جاتی ہے۔ تو کیوں نہ خداوند کے خادم کی باتیں جن سے روحوں کی نجات اور خداوند کا جلال اور اس کی قدرت ظاہر ہوتی ہے چھپواکر مفت میں تقسیم کیجاوے۔

یاد رہے کہ دینداری کو نفع کا پردہ بنانا گناہ ہے۔ البتہ اگر کوئی کام میری نظر میں صرف خدا کے جلال اور روحوں کی سلامتی کے واسطے ہے۔ سو وہ بائبل سوسائٹی ہے۔ جہاں سوسائٹی کو ہزاروں کا گھاٹا رہتا ہے۔ نفع میں روحوں کی سلامتی۔ مگر ٹریکٹ سوسائٹی کو ایسی کتابوں کے چھپوانے اور شرک وکفر پھیلانے سے کیا نفع ہے۔ اِن چند پیسوں کا عوض ہے۔ ایک میرا ہمزاد عزیز ایک دن بہت عمدہ انجیل ۴ر کو خرید کر لایا۔ اور کہنے لگا۔

جامے بچند دادم جان خریدم
زہے طالع عجب ارزاں خریدم۔

راقم:- میاںجی۔

میں جلد آنے والا ہوں

مکاشفہ ۲۲:۲۰

جس طرح قیدیوں اور اسیروں کو خلاصی کی خبر اور مریض کے لئے حکیم یا ڈاکٹر کے آنیکا پیغام مصیبت زدہ اور مظلوموں کو حامی و مددگار کے آنیکا مژدہ تسلی بخش ہوتا ہے۔ اسی طرح ان ایذا رسانیوں کے ایام میں جو نیرو اور دوسرے ظالم بادشاہوں کے عہد سلطنت میں (جبکہ مسیحیوں پر دکھ تکلیف و مصیبتیں ہو رہی تھیں) یہ خبر فرحت اثر پہنچائی جاتی ہے کہ میں جلد آنے والا ہوں۔ اس وعدہ کو ہر اور سخت مصیبت کے ادا کرنے کے لئے یہ جملہ کافی ہے کہ یہ دنیا ان کے لائق نہ تھی۔ ایسے نازک وقت میں یہ خبر کیسی اطمینان دہ اور تسلی بخش ہے؟

ہماری کلیسیا خداوند مسیح کی دوسری آمد کا انتظار کر رہی ہے۔ وہ دنیا، شیطان و جسم سے جنگ کر رہی ہے۔ وہ غم و مصیبت و تکلیف و آزمائش میں مبتلا ہے۔ وہ دیندار جو اپنے ذاتی تجربہ سے روحانی زندگی کے اعلیٰ طبقہ پر پہنچ چکے ہیں۔ جب اپنی

حالتوں پر غور کرتے ہیں تو نیرو و دمتیان جیسے ظالم بادشاہوں سے بڑھکر دنیا جسم اور شیطان کو ستمگر پاتے ہیں۔ جو ہمیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کرتے اور جہنم واصل بناتے ہیں۔ جب ہم ایسی ایسی نازک حالتوں کو محسوس کرکے اپنے جسم کے شکنجہ میں کراہتے ہیں اور اپنے مرض لاعلاج کی دوا نہیں ملتی اور نہ مخلص کسیکو نہیں پاتے تو ایسی مشکلات میں اُس عزیز منجی کی یہ آواز آتی ہے کہ میں جلد آنے والا ہوں۔

یہ تکلم اُس کلام کا ہی ہے جس کی نسبت نہ صرف یہودی بلکہ مسیحی و مسلمان بھی منتظر ہیں۔ اور ہم آواز ہوکر کہتے ہیں کہ قرب قیامت مسیح کی آمد ضروری ہے۔ حضرت موسےٰ کی نہیں اور نہ محمد صاحب کی۔ یہ انتظار بھی قابل لحاظ ہے۔ مسیحی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ فروتنی کیساتھ آیا پر اب جلال و حشمت سے آنیوالا ہے۔ وہی مسیح جو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا جس کی نسبت ساری پیشینگوئیاں پوری ہوئیں۔ جو گنہگاروں کی شفاعت کے لئے موا اور پھر جی اٹھا۔ اور خدا باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اور ہماری سفارشیں کر رہا ہے جو ساری برکتوں و نعمتوں کا منبع و مخرج و سرچشمہ ہے۔ جو آج و کل و ابد تک یکساں ہے۔ جس نے آدم کی برگشتگی کیوقت عورت کی نسل سے آنیکا وعدہ کیا تھا۔ اور اُسے پورا کیا۔ وہی مسیح یسوع فرماتا ہے کہ میں جلد آنیوالا ہوں۔ جلد سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ اس وعدے کو ایک مدت گزر گئی پر کوئی اچانک نہ آیا۔ اُس زمانہ کے مسیحی اپنا کاروبار چھوڑ بیٹھے اور انتظار کر رہے تھے جنہیں مقدس پولوس رسول نے سمجھایا کہ تم اپنے اندازہ کے مطابق میعاد مقرر کرتے ہو۔ پر کوئی عین وقت کو نہیں جانتا۔ تاہم آثار کو دیکھکر ہمیشہ تیار رہیں لوگ اس کی میعاد اور وقت اپنے اندازہ کے مطابق مقرر کرتے ہیں۔ مگر خدا کے نزدیک ایک ہزار برس ایک دن کے برابر ہے۔ گو ہم اس لفظ جلد کا اندازہ پورے طور پر نہیں لگا سکتے۔ تاہم اُس کے آثار ہمیں جتلائے گئے ہیں۔ جیسے بادل برسات کے آنے کی علامت ہے۔ اسی طرح موجودہ زمانہ کی رفتار خداوند مسیح کی آمد کے نشان آثار ہیں۔ جن سے ہم جانتے ہیں کہ خداوند کا قول اب پورا ہونیوالا ہے

سوال لازم آتا ہے کہ وہ کس لئے آتا ہے؟ یہودی سمجھتے ہیں کہ ہمیں بادشاہ بنانے۔ محمدی خیال کرتے ہیں کہ دجال کو مارنے پر مسیحی کہتے ہیں کہ وہ سزا و جزا ساتھ لئے آتا ہے۔ نیکوکاروں کو جزا اور بدکاروں کو سزا دینے۔ رنج و راحت سکھ و دکھ۔ بہشت و دوزخ گویا ساتھ لئے آتا ہے۔

یہ خیال کرتے ہوئے بعض مسیحی اپنے تئیں دھوکا دے رہے ہوں گے کہ میں بڑی محنت سے خدا کی خدمت کر رہا ہوں۔ درحقیقت میں ہی مستحق جزا کا ہوں۔ میں بڑی جانفشانی و عرقریزی و خودنثاری کر رہا ہوں۔ پاک کلام میں آیا ہے۔ کہ دو عورتیں چکی پیستی ہونگی۔ ایک پکڑی اور دوسری چھوڑی جائیگی۔ ہاں ایک ہی چکی مخلوط ہے۔ یعنی ایک ہی جگہ میں کام کرنیوالے۔ پیستی خوب پیستی آٹے سے سید بنائی ہوں گی پیسنے سے تو بہتر ہونگی تاہم ایک پکڑی اور دوسری چھوڑی جائیگی یہ جملہ غور طلب ہے۔ کون جانتا ہے کہ کس گھڑی کیا ہونیوالا ہے؟ اس لئے عزیزو بیدار ہو۔ کمرے بجاؤ۔ حضرت داؤد بے حس و حرکت بے جان دروازوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے پھاٹکو اونچے ہو۔ کہ جلال کا بادشاہ داخل ہووے۔ پست خیالی بدگمانی اور بُری باتیں ترک کرو۔ آسمان کی طرف نظر اُٹھاؤ۔ وسیع خیال ہو۔ دائرہ محبت کو تنگ نہ کرو۔ امیدوار دل سے اپنے منجی کے لئے ہوشیار۔ کنواریوں کی طرح مشعلیں معہ تیل لیکر تیار ہو جاؤ۔ تمہارا خداوند تمہیں ہر مصیبت سے بچانے ہر ظالم سے چھڑانے ہر دکھ سے مخلصی دینے تمہارے آنسو پونچھنے کے لئے آتا ہے کہ تمہیں وہاں پہونچاوے جہاں ابدی خوشی اور ہمیشہ کا آرام ہے۔

راقم۔ جے۔ بی۔ ایل۔ جبلپور۔ نوتھ ہسپتال

غزل

از نتیجہ افکار جناب منشی آئی داس صاحب رسا

یاد کر یاد خدا ہو جو بلا سے محفوظ
چھوڑ جھگڑوں کو تو رہ صبح و مسا سے محفوظ

فتنہ پیدا ہیں فتنوں کو نہ بار ہیں معشوق
چاہیئے تجھ کو رہے اُن کی ادا سے محفوظ

دامن پاک مسیحا سے لپٹ جا اے دل
امن حاصل ہو رہیگا تو سزا سے محفوظ

سچے دل سے جو غلامی تری کرتے ہیں مسیحا
رہتے وہ ہی ہیں سدا رنج و بلا سے محفوظ

عمر بھر ہم تو رہے ہیں غلامی کا زہی
کیوں نہ ہوں حشر میں ہم تیری دعا سے محفوظ

جسے کہتے ہیں مرض مشکل شفا ہے ہم کو
عشق جیسے ہوئے ہم ہیں دوا سے محفوظ

نیک سیرت ہو رسا نیک ہو تیرا انجام
نے دعا سبکی سدا رہ تو دغا سے محفوظ

راقم۔ رسا

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ سے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہاوس خوشنما اور فراخ کمیں کا میدان ورزش کے شغل کیلئے ایک خوشنما وسیع حوض عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ علاوہ بریں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔
پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

نیشنل مشنری سوسائٹی کے لئے ضلع منٹگمری کے گاؤں میں پرائمری سکول کے واسطے ایک لائق استاد کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ اسناد کے مفصلہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔
مسٹر پریم چند۔ این۔ ایم۔ ایس منٹگمری۔

رسید زر

مسٹر العزلٹ صاحب	ہے
مولوی عبد الرحیم صاحب	عا/
ایڈیسن سنگھ صاحب	عا/
بیر بسنت سنگھ صاحب	ہے
پادری ٹی جمنوٹ صاحب	ہے
دی بشپ	عا/
پادری جاج کارسٹیر	ہے

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرف فخر کا خانجی۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہو مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے بکرا پریل ۱۹۱۶ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے بیوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک معہ فیس طالب علم ماہوار ہر ایک کھانا دن میں دو دفعہ روٹی جیسے گوشت دال وغیرہ اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حسن بتشاکر دو کراں اور بعض گرام وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جن کی تا ہے۔ سہ ماہی وغیرہ کرنوکول لعہ سے عسہ تک۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول سے بذریعہ دریافت کیجئے۔

تحقیق الاسلام

یہ کتاب اہل القرآن کے منقولات کی سندات کی بنا پر مسیحیت کی صداقت کی تحقیق کے مقابلہ میں صحت و صداقت کی ایک طرفہ ڈگری کو خصوصاً مسیحیت اور اپنا مسیح اللہ ہی ہے وحدہ الخ کی قرآنی عبارتوں سے ثابت ہو جو شائع شدہ جس میں

حقیقت الاسلام بے قیمت ...... ۲؍
اہل اسلام بے قیمت بامحصولڈاک ...... عہ؍
الہ الاسلام زیر طبع ہے قیمت معہ محصولڈاک ...... عہ ہوگی

آنحضرت باقی اور دو حصے ہیں جو طبع ہو رہے ہیں۔ تحقیق الاسلام میں کمال یہ ہے کہ قرآن کی اور حضرت محمد کی جو مسیحیت کے دشمن سمجھے جاتے تھے مسیحیت کی ہر ایک صداقت کے شاہد بنا دیئے گئے ہیں اور ایسے گواہ بنا دیئے گئے ہیں کہ بجز کسی منتقی دعوی کا منہ ملاد کرنے میں کوئی نہیں سکتا ہے۔ ہاں اہل اسلام میں صداقت وکھنی ہو تو تحقیق اسلام کو خرید کر پڑھو اور اہل اسلام میں تقسیم کرکے دیکھو۔ **المشتہر**

پادری غلام مسیح پاسٹر کلیسیا لودیانہ
مقیمہ مشن احاطہ لودیانہ پنجاب۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ...... عا/ سا/
ہندوستان و پنجاب سے معہ ...... ہے
غیر ممالک سے معہ ...... ہے ۱۳/
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیا جائے گی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
کالم کا آٹھواں حصہ	ہے ۸/	ہے	لعہ
چوتھائی کالم	ہے	لعہ	عسہ
نصف کالم	لعہ	عسہ	صسہ
پورا کالم	عسہ	صسہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	۱صہ

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲؍ کہ روپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

باغ دل
دی گارڈن آف دی ہارٹ۔

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب

یہ ایک سہ ماہی رسالہ انگریزی اور اردو و فارسی میں خوشخطی کا قد چھپتا ہے۔ اس میں عمدہ و خوب صورت تصویریں ہیں چندہ سالانہ ۸ آنہ اگر زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جائیں تو فی کاپی ۶ پائی لیا جاتا ہے یہ خاص کر ہندوستانی مستورات کے لئے مخصوص ہے۔ قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی نمونہ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔ درخواستیں نام ای۔ ایم ویری ڈی ڈی آنریری سکرٹری سی۔ ایل لودیانہ پنجاب آنی چاہئیں۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں۔ کرسچین اینڈیو کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ آنے سے لیکر عا تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی ہچھور جوادرپی سے طلب کر سکتے ہیں۔